
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جرمنی کی تازہ اور حیرت انگیز ایجاد

آلۂ نامردی

اس نئی ایجاد کا نام تسخیر ہے جرمنی کے مشہور اور ماہرین ڈاکٹر
سکر برٹ اور روزنٹرولٹ کی سالہا سال کی محنت اور تجربہ کا نتیجہ
ہے ۱۹۳۲ء میں دنیا کے ہر ایک ملک میں رجسٹرڈ اور پیٹنٹ
کیا گیا ہے بس اب کوئی اندرونی یا بیرونی دوائی یا مرہم وغیرہ
کی ضرورت نہیں۔ استعمال میں صرف ایک منٹ
لگتا ہے ہم گارنٹی کرتے ہیں کہ ایک منٹ میں
کامیابی یقینی اور لازمی ہے ورنہ قیمت واپس
دی جائے گی۔ جرمنی نے جہاں اور باتوں میں نام پایا ہے
وہاں اس ایجاد میں بھی خوب کمال کیا ہے۔ کمزور سے کمزور
انسان بھی ایک منٹ میں مرد بن سکتا ہے چونکہ یہ آج کل کی
ایجاد ہے۔ اس واسطے پرانے آلہ جات سے بہت اعلیٰ ہے۔ کیونکہ آج کل
آبادی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے دنیا کو معلوم ہے کہ لڑائی میں
کتنے بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایسا آلہ ایجاد کیا ہے۔ اور مشہور ہے
کہ ہندوستان بھر میں یہی ایک واحد آلۂ نامردی جرمنی کی
ساخت ہے۔ کہیں لاعلمی کی وجہ سے دھوکہ میں نہ آجائیں
قیمت پندرہ روپیہ (ﷲ) محصول ڈاک ۱۲ مفصل حالات
کے لیے ہمارا رسالہ (مسکین) یعنی رفیق خاموش مفت طلب
فرماویں۔ تمام درخواستیں اس پتہ پر ہوں:

انٹرنیشنل کمرشیل کارپوریشن ۱۳۲ ابنالہ
ضلع گورداسپور (پنجاب)

تصویر نہ کھنچے تو کیمرہ واپس دے کر قیمت واپس لیں گے

پوشیدہ ہینڈ کیمرہ

ہر شخص بغیر استاد کی مدد کے اس کیمرہ سے عورت مرد بچوں
ہر قسم جانور اور چرند پرند وغیرہ کی تصویر آدمیوں کے گروہ کی
فوٹو چند منٹ میں کھینچ سکتا ہے ہمراہ ترکیب ہمراہ پارسل روانہ
کیا جاتا ہے۔ اس سے ۴×۳ سائز یعنی کوارٹر سائز کی تصویر
آتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک وپیکنگ (ایک روپیہ) علاوہ
علاوہ کیمرہ کے دو شیٹ، دو پی، ادوپل، ایک فریم، ایک
لائسین، ایک برش اور دو شیشی تصویر اور پلیٹ دھونے کے
مصالحہ جات روانہ کیے جاتے ہیں۔ تجربہ کے لیے سکیں کی ڈبیہ ارسال ہے۔ صرف
ملنے کا پتہ: ایم گوپال برادرس علیگڈھ

بڈھے جوان بن گئے

صرف خوردنی خضاب کھانے سے

اگرچہ کھانے والے خضاب کے نسخے بہت ہیں مگر بے حد دشوار
ہیں کیونکہ یا تو طاقت سے زیادہ ہیں یا بہت ہی مشکلات پر نظر
رکھ کر ہم نے ایسا خوردنی خضاب جو بہ ذائقہ بھی نہیں ہو سکتے
صرف ۳۰ یوم کے متواتر کھانے سے اندر اندر ہی سر ہر یوم پندرہ یوم میں
بڑھاپے میں نہ صرف سفید بال ہی ہمیشہ کے لیے سیاہ ہو جاتے ہیں
ہو جاتے ہیں بلکہ چہرہ کا رنگ وروغن بھی ہر انواع کے لیے تروتازہ
ہو تو نوجوانی کی طاقت بڑھتی ہے۔ آنکھوں میں طاقت۔ دماغ
میں تراوٹ پہونچاتا ہے۔ جو بال کیسے ہی وقت سے پہلے یا وقت پر
سفید ہو گئے ہوں وہ سب از سر نو سیاہ ہو جائینگے۔ بینائی کو
اسقدر تیز کرتی ہے کہ نازہ ہو یوم کے اندر عینک تک
کی عادت جاتی رہتی ہے۔ قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے اور
معدہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جو کھائیے وہی ہضم ہو جاتا ہے۔ باہ کو تو
بڑھاتا ہے۔ اس کا استعمال اپنے بڑوں کو نوجوانوں
میں شمار کرنے لگتا ہے۔ غرضیکہ اس کے کھانے سے حقیقی معنوں میں
شباب قربان ہوتا ہوا نظر آنے لگتا ہے۔ لیجئے اب آپ
اور بحققہ خضابوں کی شیشیاں توڑ کر پھینک دیجئے اور اسے
استعمال کیجئے بڑے بڑے مستند یافتہ حکیم ڈاکٹر و وید وغیرہ کثیر
تعداد میں منگا منگا کر شہرت حاصل کرتے اور صد ہا روپیہ
پیدا کرتے ہیں جس جس قصبہ یا گاؤں میں اس کا ایک
پارسل پہونچ جاتا ہے۔ وہاں سے حیرت انگیز فوائد کو
دیکھ کر بیشمار آرڈر بھی ہمیں ضرور ہونے کی وجہ سے
ہم کو معمولی گاؤں سے درجنوں آرڈر آتے ہیں
لطف یہ ہے کہ ہر عمر ہر مزاج والا ہمیشہ ہر جگہ سفر و
حضر تک میں بھی استعمال کر سکتا ہے۔ مع ترکیب
استعمال ہمراہ پارسل ملے گا۔ قیمت مکمل کورس خوردنی
خضاب کی صرف سات روپیہ آٹھ آنہ (۸/۷)
مع محصول ڈاک وپیکنگ۔

سارٹیفکٹ ملاحظہ ہو

عالیجناب رفیع احمد صاحب سکریٹری کانگریس تحصیل
سے تحریر فرماتے ہیں کہ جو پیکٹ خضاب خوردنی کا استعمال
کیا گیا میرے کے بال جو بوجہ نزلہ عالم شباب ہی میں سفید
ہو گئے تھے بفضلہ اسکے استعمال سے بالکل سیاہ ہو گئے براہ کرم
دوستوں کے لیے دو بکس اور بھیجدیجئے۔

مقامی اخبار شیعہ کالج نیوز نے ۱۳ جون ۱۹۳۲ء کے پرچہ
میں ریویو لکھا ہے کہ میں نے خضاب خوردنی کا تجربہ کرایا تو
واقعی سفید بالوں کے سیاہ کرنے میں بیحد مجرب ثابت ہوا
علاوہ اسکے دافع نزلہ، مقوی باہ، مقوی بصر اور ہضم
وغیرہ کے حق میں تو اکسیر ہے۔

عالیجناب منیجر صاحب کارخانہ فقیری پھول چند دوست
انجرہ ضلع ہرتا گڈھ اودھ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا خضاب
خوردنی بہت مفید ثابت ہوا۔ اس سے طراوت پیدا ہوتی ہے دھوم
مچ گئی ہے۔ لہٰذا جلد سے جلد ۹ بکس۔ ذریعہ وی پی روانہ کیجئے۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ ہمدم ۲۰ جون ۱۹۳۲ء
کے پرچہ میں خضاب ہذا کے اجزا کے متعلق ریویو فرماتے ہیں کہ اسکے
اجزا نظام انسانی خصوصاً اعصابی پر نمایاں اثر کرتے ہیں بعد
کو تقویت دیتے ہیں غذا جزو بدن بنجاتی ہے۔ خضاب قوی بنجاتے
ہیں۔ ان میں بالوں کا ازالہ ہو جاتا ہے ہمیں یقین ہے علاوہ اسکے

آپ کے اطمینان کے لیے صدہا میں سے چند کارڈ سند
کی مانند پیش کرتا ہوں جو گنجائش چھوٹی ہے۔ ہر روز تازہ ایک سادہ میں
ہے۔ ہماری اودیہ کے اجزا کے متعلق مصنف مفردات جسمانی مصنف
مخزن المفردات مصنف الفاظ الادویہ نیز کو بنگنہ مصنف قرابادین
وغیرہ اسکے مفید فوائد بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مصنف کی برکات
ہو جاتی ہیں۔ بالکل یہی حال ہے کہ بال بالکل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ تمام جو
سے بچئے۔ بینائی تیز ہو جسم کی رونق بدن طاقت پیدا کرتے ہیں
نا قوت خرابی سفید ہونے سے بھی آپ محفوظ رہیں تو عجب ہے

المشتہر: منیجر کارخانہ خوردنی خضاب حکیمی شفا لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے اور شاعر کی شاعرانہ
شاعری سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۲ مع ٹکٹ
بھیج دیجئے وی اور منی آرڈر تعمیل ہو گی۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جادوگر

مجھ سے مسمریزم ہپناٹزم اور روحانی علم
جادوگری کی تعلیم حاصل کر کے دنیا میں عزت
شہرت اور بے شمار دولت حاصل ہوتی ہے سو سال تک عمر
تندرست رہ کر جہاں چاہو گشت کرو۔ سہل طریقہ سمجھ کر منشی
بیت چل کرو اس کی تصویر منگوا کر محبت میں مبتلا کر کے
جلا دیا جو کرے اور مسمریزم کا علاج بذریعہ مسمریزم
کرنے کا طریقہ سیکھنا ہو یا اپنے مرحوم عزیزوں کی ارواح سے ملاقات
کرنے کے طریقے بیان کرتی ہے بہ اہم ترین علوم سے باخبر ہونا
ہو تو صرف ایک منٹ میں اپنا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے تمہیں
کتاب مفت روانہ کی جاتی ہے آپ کے پاس روانہ کریں گے۔

المشتہر: دی آل انڈیا آرٹس اینڈ کلچرل ہاؤس پوسٹ بکس نمبر ۹۰ دہلی

جلد ۱۰ نمبر ۲۲

مضامین غیر

مورخہ ۱۱ جون ۱۹۲۵ء

تفریحات مصر

(از محمد ابرار حسین فاروقی پروفیسر دینیات [illegible])

مملکت مصر اگرچہ اپنے رقبہ اور اپنی آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کے بعض صوبوں سے بھی کم ہے لیکن جغرافیائی حیثیت سے تاریخی قدامت کی وجہ سے تمدنی معاشرت کے اعتبار سے اور قدرتی خزانوں کے لحاظ سے اسکو وہ اہمیت حاصل ہے جو یورپ اور ایشیا کی بڑی سی بڑی سلطنتوں کو بھی حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی اکثر غلام ساز قومیں آجتک اسکے ہڑپ کر جانے کی فکر میں ہیں اور اسکی طرف دندان آز تیز کیے ہوئے ہیں۔ تاریخ قدیم و جدید اس بات کی شاہد ہے کہ یہ چھوٹا سا ساحلی صوبہ اگر ایک طرف مرجع حریف اقوام کا نشانہ رہا ہے اور یہ دونوں حالتیں اپنے معراج کمال کو پہنچیں۔

چنانچہ اگر اس قوم نے جادوگری کی طرف توجہ کی تو یہاں تک نوبت پہونچی کہ نہ صرف خدا سے مقابلہ کے لیے تیار ہوئی بلکہ خدائی دعوے کر بیٹھی اور نبی مرسل حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجادلہ کی ٹھان لی جنکے کہ اپنے طلسمی اژدہوں سے تھوڑی دیر کے لیے ان کو بھی سہما دیا۔ اور ہر فرعون نے "یا موسیٰ" کے مشہور ضرب المثل اپنے کمال جادوگری کی یادگار میں قائم کر دی جنکا ذکر یعنی (؟) کی طرف جھکے تو سحر سامری نے اس بے جان مٹی کی گائے میں جان ڈال کر قوم بنی اسرائیل کے اکثر افراد کو اپنے دینی و قومی پیشوا سے منحرف کر کے خدا پرست سے گئو پرست بنا دیا۔ اگر البعث بعد الموت پر غلو ہوا تو بعثت روحانی سے گذر کر بعثت جسمانی پر ایمان لے آئے اور جیزہ کے وہ اہرام اور لکسر کے دو تاج آمنی محلات مع سازوسامان کے اسقدر مستحکم بنا کر کھڑے کر دیے کہ وہ چار پانچ ہزار برس سے اسی حالت میں کھڑے ہوئے اپنے بانیان کی صناعی - دانائی اور عقائد کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور قدیم مصری تمدن و تعیش کو ظاہر کر رہے ہیں بت پرستی کی طرف جھکے تو اسمیں اسقدر منہمک ہوئے کہ "ابوالہول" جیسا اعجوبہ روزگار عظیم الشان اور ہولناک بت بنا کر دنیا کو آجتک محو حیرت بنا رکھا ہے۔ مُردوں کے محفوظ رکھنے کا جو خبط سمایا تو ایسے ایسے مسالے اور ادویہ ایجاد کیں جس سے پانچ پانچ ہزار برس کے مردے ایک حد تک اپنی اصلی حالت میں عجائب خانوں میں رکھے ہوئے تماشا گاہ عالم بنے ہوئے ہیں اور اپنے قدیم تمدن کو بعینہٖ بتا رہے ہیں جس سے بڑے بڑے محقق کیمیا آج تک انگشت بدنداں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قوم اب تک تنوع پسند ہے اور تمدن و تعیش کی دلدادہ ہے چنانچہ تمدن و تعیش کے شعبہ میں اس تبدیلی کو جسمیں تنوع و جدت طرازی بھی ہر زمانہ میں وہاں خوش آمدید کہا گیا۔ زمانۂ جاہلیت اور عجائب پرستی کا جب دور ختم ہوا اور اسلام کی شعاعیں ذی سلم اور مکہ معظمہ کی طرف سے پھیلتی ہوئی وادی نیل میں پہونچیں تو وادی کی غلغلہ انداز صدائے لبیک نے تمام افریقہ میں اسلامی روح پھونکدی - اور فراعنہ کی قوم قبطی نے نہایت فراخدلی سے نہ صرف اسلام میں بلکہ دیگر اسلامی تمدن کو بلا جبر و اکراہ اختیار کیا بالآخر سوسائٹی اور عیسویت جو اپنی آخری سانس لے رہی تھی اسلام پر نثار ہو گئی - اور فرزندان نیل سعید حقیقی معنوں میں سعادت اور حضارت اسلامیہ کی زندگی بسر کرنے لگے۔

تنوع پسند قوم کے لیے مغربی تخریب تمدن بھی جسکے زہریلے جراثیم نے کم و بیش دنیا کی تمام فضا میں سمیت پیدا کر دی ہے۔ کچھ کم دلکش نہیں ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ اس نے مصر پر ایسا چھاپہ مارا کہ مصری قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس تمدن کی قربان گاہ پر نثار ہو گئی۔ اور اس نے بلا خیال "خذ ما صفا ودع ما کدر" یورپ کے ہر خیال و عمل کو لبیک کہکر حق ہمسائگی پورا پورا ادا کر دیا۔ یورپ کی ایجاد کردہ وہ عالمگیر "تفریحات" جنکا تقریباً ہر ملک شکار ہو رہا ہے اور جسکے خلاف ہر مملکت کے بہی خواہ افراد وقتاً فوقتاً صدائے احتجاج بلند کر کے اپنی اپنی حکومتوں کو توجہ دلاتے رہتے ہیں صرف ایسی نہیں ہیں جو ہماری اقتصادی ترقی کے سد راہ ہوں بلکہ انھوں نے اسکے ساتھ ساتھ ہمارے پاکیزہ اخلاق پر ایسا برا اثر کیا ہے جسکی تلافی بظاہر اب مشکل معلوم ہوتی ہے۔

اسلام نے سود - شراب اور جوئے کی سختی سے ممانعت کی ہے لیکن یہ منہیات اب معاشرت اور معیشت کا جزو لاینفک سمجھی جانے لگی ہیں اور اسی سے موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ اور بزعم خود ترقی یافتہ حضرات یا بزعم دیگر مغربی تمدن کے دلدادہ اصحاب ان چیزوں کو وقتی ممانعت قرار دے کر اس وقت کے لیے انکو نہ صرف جائز قرار دیتے ہیں بلکہ حیات اجتماعیہ و انفرادیہ کے لیے لازم ٹھہرانے میں صرف یہی نہیں بلکہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں نصوص قرآنی اور احادیث نبوی سے بھی غلط استدلال لیتے ہیں۔

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا"

بہرحال انکی منطق میں انکے پاس معقول دلائل و براہین خواہ کچھ بھی ہوں لیکن اگر وہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھنڈے دل سے اسپر غور کرنے کی تکلیف گوارا کریں تو انکو صاف معلوم ہو جائیگا کہ منہیات شرعیہ مثلاً سود - جوا - و شراب وغیرہ کا تعلق کسی مخصوص زمانے کے لیے نہ تھا اور نہ ہے بلکہ یہ ممانعت ہر اس جماعت یا فرد کی اقتصادی اور اخلاقی حالت کی مصلح تھی اور ہے جو اسپر کاربند تھی اور ہے اور رہے گی اسلیے کہ جسقدر سود و زیاں ان چیزوں میں آج سے تیرہ سو برس پہلے تھا اسیقدر اب بھی ہے اور اسی طرح سے رہے گا۔ کیا چودھویں صدی میں "احل اللہ البیع وحرم الربوٰا" کا حکم نعوذ باللہ من ذالک منقلب ہو گیا اور حلت و حرمت نے ایک

دوسرے کی جگہ اختیار کر لی یا زیر و زبر کے
معنے میں استعداد زمانہ سے تبدیلی پیدا ہو گئی ہے
کیا فواتشیھا اکبر من نفعھما، میں مرور عصر
نے تقلیب پیدا کر دی حاشا وکلا، ”لا تبدیل
لکلمات اللّٰہ“ لفظی و معنوی کسی قسم کی تبدیلی
اللہ کے احکام میں نہیں ہو سکتی ہے۔ مگر خدا خانہ
خراب کرے جدید مغربی تمدن کا جس نے
اندھی تقلید کرا کر ایک سرے سے ہم سب کو
اصول فطرت سے منحرف کر دیا۔

اسلام نے لہو و لعب کی مخالفت کی۔ کیوں؟
اسلیے کہ اسمیں غلو و انہماک جو یقیناً لازمہ فطرت
ہے۔ نہ صرف افراد کے لیے بلکہ جماعت و اقوام
کے لیے ہلاکت کا باعث ہے۔ وجوہات بالکل
ظاہر و باہر ہیں۔ کیونکہ آئے دن کے واقعات
اس قسم کی ہلاکت کی زندہ مثالیں ہیں۔

جو لوگ گھوڑدوڑ کے کرشموں سے واقف ہیں
وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دوڑ اگر ایک فرد یا ایک
جماعت کے لیے دلخوش کن ہے تو دوسرے کے لیے
اس سے کہیں درجہ زیادہ دلشکن بھی ہے۔ کیوں؟
کیوں؟ اسلیے کہ یہ نہ صرف لہو و لعب ہے بلکہ
اسمیں قمار بازی کا وہ تباہ کن چسکا ہے جو ہارنے
والے کے لیے دلشکن اور تباہ کن ہے اور جیتنے
والے کے لیے حوصلہ افزا اور دلخوش کن ہے اور یہی
ہر جوے کا خاصہ ہے۔

یہ قماری تفریح اسقدر عام ہو گئی ہے کہ
بلا استثنا ہر فرد بشر اسمیں شرکت کے لیے آمادہ
نظر آتا ہے کیونکہ روپیوں کی دلکش جھنکار اسکو
صرف ”نفع“ کا رخ دکھاتی ہے اور ”دشمن فطرت“
کے رخ پر نقاب ڈال دیتی ہے۔

میں یہاں مصر کے اُن تفریحات کی فہرست
پیش نہیں کرنی چاہتا ہوں جو کہ بعینہٖ ہندوستان
کے ہر بڑے شہر میں موجود ہیں بلکہ ایک نہایت
پر لطف مگر تباہ کن تفریح کے سرسری تفصیل بغرض
تفریح طبع ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

صید کبوتر

گھوڑدوڑ کے علاوہ جسکو مصری ”سباق الخیل“
یا صرف ”سباق“ کہتے ہیں۔ ایک نئی قسم کی
قماری تفریح مصر میں ۱۹۲۳ء و ۱۹۲۴ء میں
عروج پر تھی اور بہت ممکن ہے کہ اب بھی
ہو۔ اس قماری تفریح میں کبوتروں کو نشانہ
بندوق بنایا جاتا ہے اور ”اسپرٹ“ گھوڑدوڑ کی
طرح سے بازی لگائی جاتی ہے۔ وہ تفریح گاہ
اگر ایک طرف بے زبان کبوتروں کے لیے قتلگاہ
ہے تو دوسری طرف شریف قماربازوں کے لیے
مالی حیثیت سے قربانگاہ ہے۔ اس تفریح کو
بالفاظ دیگر ”مقتل کبوتراں“ کو مصری اپنی عام
بول چال میں ”طیرو“ جو فرانسیسی معرب لفظ ہے
کہتے ہیں۔ اور جسکو مصری اخبارات ”نادی ضرب
الحمام“ اور انگریزی اخبارات جو وہاں دو ایک ہیں

پیجن شوٹنگ کلب

کہتے ہیں جسکو اردو میں ”کلب صید کبوتران“
یا ”کبوتر مار کلب“ کہہ سکتے ہیں۔ سکندریہ میں یہ دو
کلب تھے اور قاہرہ میں تین۔ مجھے خوب یاد ہے
کہ ۱۹۲۴ء میں مصر کے مشہور اخبار ”الاخبار“
نے حکومت کی خدمت میں ان کلبوں کے خلاف
پرزور الفاظ میں احتجاج کیا تھا اور یہ لکھ کر توجہ
دلائی تھی کہ تمدن یورپ کی ماں ”انگلستان“ میں
جو مملکت مصر سے کہیں بڑی ہے صرف ”دو کبوتر مار
کلب“ ہیں اور ہفتہ میں ایک بار کھلتے ہیں لیکن
مصر میں اس نام کے پانچ کلب ہیں اور ہفتہ میں دو
بار کھلتے ہیں۔ ....

.... اور جسمیں لوگ
شکار کی آڑ میں قمار کھیل کر زر اور زور دونوں
برباد کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اس احتجاج پر
۱۹۲۴ء کی ”سلطانی حکومت“ نے کیا نوٹس لیا
یا ”برطانوی اور شاہی“ حکومت ہونے کے بعد اس
قسم کے اخلاقی اور تباہ کن تفریحات کے استیصال
کی کیا تدابیر اختیار کی گئیں۔ بہت ممکن ہے کہ
”آزاد حکومت“ نے مغربی تفریحات کی مزید
حوصلہ افزائی کی ہو۔

بہر حال میں ”کبوتر مار کلب“ کے عمل حسن و قبح
سے قطع نظر کر کے ناظرین کو اسکے حال سے
آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو اس مضمون کا اصل
مقصد ہے۔ (باقی آئندہ)

دیہی انصاف جیسے تبر سے نئی آفت

حضرت! بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ
انسان طلب حق میں کچہری جائے اور کوسوں
دور سے گھوڑا گاڑی موٹر وا کے کرایہ آئے
دو دو روپیہ کا مقدمہ ہو اور دس روپیہ خرچنا
پڑیں تو سمجھئے سستے چھوٹا ہوئی کل پل تھی
ماں کے پیٹ سے دوبارہ پیدا ہوا جھگڑوں سے
نجات ملی۔ سابقہ سو روپیہ تو گیا اپنی اپنی جیب میں
اگر دس روپیہ کا معاملہ سال دو سال میں طے
ہو گیا تو سمجھئے بڑا نصیب ور قسمت کا دھنی تھا اللہ
نے جلدی دعا سن لی۔ اس قابل لعنت انتظام
کی کہانیاں پنچ میں ہمیشہ سے لکھی جاتی ہیں اور
شاید جب تک زندگی ہے لکھی جائیں۔ اب ایک
طرفہ ماجرا سنیے۔ آجکل اخباری کالموں میں
دھوم مچی ہوئی ہے کہ انصاف کے ٹھیکیدار نے
بے حس جھگڑالو قوم کی مالک قسمت یعنی ہائیکورٹ
الہ آباد نے ایک گشتی قانون کے ذریعہ سے
کچہریوں کو اس بکھیڑے سے آزاد کر دیا ہے کہ
گواہوں کی گواہیاں دیسی زبان میں تھیں۔
واقعی عین الفاظ کے محفوظ رہنے میں طوالت
بہت ہوتی تھی اب نقل السمیٰ کی حکومت ہوگی
واللہ ایسا ظالمانہ حکم دیا ہے کہ ہر شخص بچارہ
اُن کو خصوصاً غریب غربا جو اکثر جاہل ہیں
نہ جانتے بھی ہیں تو اردو یا ہندی لکھنا پڑھنا۔
ہمارے نزدیک زیادہ مناسب یہ تھا کہ بیچاری
ساری خلقت کو نہیں تو کم از کم گواہ کو گواہی دینے
سے چند ساعت قبل انگریزی زبان سے ماہر
کر دیتی تو بہت اچھا تھا۔ سمجھ گیا گواہ صاحب
تاریخ شہادت پر گیا باندھ کچہری ہو پہنچ چہرہ گئی

کان پکڑ دا ماسٹر صاحب کے پاس پہونچا دیا ماسٹر صاحب نے فوراً جادو پڑھا گواہ نگاگٹ پٹ کرنے اور نٹ فٹ بولنے گواہی ہوئی اظہار یا بیان لکھا گیا وترجمے کا جھنجٹ نہ سمجھانے کی ضرورت۔ لکھا ہوا بیان گواہ صاحب کے ہاتھ میں دیدیا اور کہا پڑھ کے دستخط کر دو چلیے جس طرح رجسٹری کی کچہری میں کوئی کاتب دستاویز صرف دو روپیہ نذر دیلے سے بالغ اور صحیح العقل ہو جاتا ہے اور نہ دے تو پانچ بچوں کا باپ اور افلاطون وقت نابالغ و فاتر العقل ہی رہتا ہے ٹھیک اسی طرح گواہ صاحب دم بھر میں پورے گواہی ہو گئے۔ کچہری سے باہر آتے ہی پھر اصلی حالت عود کر آئی جادو اتر گیا۔ اور بھلی اگر کچھ بھی ہوا تو کیا اس بیان پر دستخط لینا جسے خود گواہی دینے والا سمجھ نہ سکے کوئی خلاف انصاف بات ہے؟ فرض کیجیے کسی گنوار کی شامت آئی اس سے پوچھا گیا کہ جب تم پہلی دفعہ اس کچہری میں آئے تھے تو ڈپٹی صاحب کہاں تھے اس نے کہا وہ پہاڑ پہ۔ لکھنے والے نے انگریزی میں دھر گھسیٹا۔ اور آئی (I) کی جگہ ای (E) لکھ گیا۔ مقدمہ ختم ہو گیا مسل چھپ گئی ہائیکورٹ میں اپیل ہوئی۔ تو جج صاحب کو اختیار ہے کہ گواہ پھر تو ہین عدالت کا مقدمہ قائم کرنے کی سفارش فرمائیں لال پگیا والا سفینہ بے چلا آتا ہے اور دروازے پہ پکار رہا ہے " بھوسوا ہو۔ او بھوسو" بھوسوا غریب " حاجر حجور (حاضر) کہتے برآمد ہوئے۔ چپراسی صاحب نے فرمایا تم پر تو ہین عدالت کا مقدمہ چل گیا ہے۔ وہ بچارا حیران کہ کیسی تو ہین وکیل کے یہاں پہونچا۔ وکیل سے کہا " ہجور ہیں تو کچھ نا ہیں کہسوں۔ یوں گھر کیسی شادی بجا در پیش تو کچھ نہیں کہا یہ مقدمہ کیسا کھڑا ہو گیا) وکیل صاحب نے مسل معائنہ فرمائی۔ لال پنسل سے نشان بنایا گواہ کے پاس آئے فرمایا۔ اجنے حضرت تو حاکموں کو کتا ہے جہنم میں گئے تھے " میاں بھوسو حیران ہیں کہ " ہم کب کہا ہے اے دادا ہم کچھو ناہیں کہن یہ تو بہاڑ میرے" اگر E (ای) اور (I) کا معاملہ صاف ہو گیا تو خیر ورنہ پہاڑ جہنم تو ہو ہی چکا اب میاں بھوسو کو جیل خانے کے جہنم کی سیر کرنی جا ہے سزا ہے مردود کی کیوں انگریزی نہ پڑھی اصل بیان موجود نہیں کیونکہ اسکا وجود انصاف کے خلاف ہے۔

الغرض واہ ری کچہری اور واہ رے انصاف۔ واہ رے حکم اور واہ ری عقل۔

ہم تو اس فکر میں تھے کہ جس طرح بنے حکومت کو



" تم بہت خوفناک چیز ہو میں تریاک کی فکر میں ہوں "

ایسی چھوٹی چھوٹی کچہریاں قابل وثوق آنریری عہدہ داروں کی سرکردگی میں بنانے کی رائے دیں۔ جہاں بغیر کورٹ فیس اور بغیر وکیل کے سو روپیہ سے کم کے مقدمے طے کیے جائیں صرف نقل کی اجرت کا بار مدعی و مدعا علیہ کے سر ڈالا جائے اور کوئی خرچ ان غریبوں کو برداشت نہ کرنا پڑے۔ ہر درخواست پر ٹکٹ بازی ضروری نہ ہو ہر قدم پر شاہ کچہری کے مزار پر چاندی کی ٹکٹیاں نہ چڑھانی پڑیں۔ مقدمہ بندر کا گھاؤ نہ ہونے پائے کہ ٹل

پھر نئے نیا ناخن لگا کے زخم تازہ کیا جائے۔ ان مقدمات کی تمام کارروائی دیسی زبانوں میں ہو تاکہ دیسی زبانیں جاننے والے بھی اپنی دماغی قابلیت کی بانگی دکھا سکیں۔ مگر یہ نہ معلوم تھا کہ ہندوستان میں رہنا اور ہندوستانی زبان بولنا یا لکھنا ناقابل معافی جرم ہے۔ انسان ہونے کا دعوے اس وقت تک قابل تسلیم نہیں جب تک انگریزی کا ماہر نہ ہو۔ ایسے انصاف پر تین حرف اور ایسی بے غیرت قوم پر جو اس ناخواجب حکم پر کان نہ ہلائے صدائے مرگ راگ

فلاسفر

بیخودی

نمبر ۶

(تتمہ ۳ جون ۱۹۲۵ء)

اس غزل کے دوسرے شعر پر تفصیل نظر کیجا چکی جناب بیخود نے ایک بیخودی پانچ مطلب بیان کیے ہر مطلب پر ناطقہ سرگریباں ہے تو خامہ انگشت بدنداں، غالب مرحوم ہوتے تو ان سے پوچھا جاتا کیوں حضرت آپ کو ان پانچ مطالب میں سے کون سا مطلب پسند ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بیخود صاحب کا قلم چاندنی رات میں ایک بچہ کی طرح تنہا بے پر پڑا۔ کبھی ہاتھ اٹھا کے چاند کو منھ میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے کبھی پاؤں اچھال کے

آنسوں آنسوں کی صدا لبد ہے۔ اس مخوں نماں کا مطلب تو سمجھ میں آتا نہیں۔ ان توصیف دمع کی جاتی ہے تو خوں کرے غوں نمایاں پانے باتھ کرے بتا ہے پانے۔ آپنے کچھ روں کی گھڑے کی بجی ہوگی۔ چوموں تیرے نین میرے دل کو آئے چھپ بنے پھر بھی چوموں گی۔ چوموں تیری پیشانی میری دولت کی نشانی ہے پھر بھی چوموں گی۔ آنسوں غٹے میاں ارے شٹھے۔ چوموں تیرا کھڑا میرے دل کا کٹنے ٹکڑا ہے پھر بھی چوموں گی۔ ہنیہ انامون آجا میاں کی ہتھیلی پر بیٹھ جا۔ حضرت اسکے معنے تو یہ ہوئے کہ سیکڑوں معنے بیان کیجے پھر بھی خود اپنے دل کو اطمینان نہوا۔ دہنیہ انامون دور ہی رہے

تیسرا شعر ہے سے

شعلہ سے نہوئی ہوس شعلہ نے جو کی
جی کسقدر افسردگی دل پہ جلا ہے

جناب طبا طبائی ارشاد فرماتے ہیں کہ جی جلنا اردو محاورے میں ناگوار ہونے کے معنی پر ہے یہاں دجی کڑھنا" زیادہ مناسب و موزوں ہے۔ بیخود صاحب کہتے ہیں کہ یہاں جی جلنے سے غصہ آنا مراد ہے۔

جناب طبا طبائی فرماتے ہیں کہ مصنف نے اپنی عادت کے موافق دل سوختن کا ترجمہ کر لیا ہے۔ فارسی میں کہیں گے کہ بے برگیش دلم می سوزد۔ جناب بیخود کا قول ہے کہ مرزا مجتہدین فن خصوصاً میر تقی میر و مرزا رفیع سودا کی طرح فارسی محاوروں کا ترجمہ جائز ہی نہیں ضروری سمجھتے ہیں۔

مولانا طبا طبائی کہتے ہیں افسردگی دل سے اس کا شعلۂ عشق سے خالی ہونا مراد ہے۔ بیخود صاحب فرماتے ہیں پست ہمتی مراد ہے۔ جسے اصطلاح علم اخلاق میں بیدلی کہتے ہیں۔

فی الحقیقۃ جناب طبا طبائی کا ارشاد سہولت وار سمجھا جا سکتا ہے کہ غالب کا کلام اردو خیال کیا جائے۔ بیخود صاحب نے جب یہ تسلیم کر لیا ہے کہ فارسی کا ترجمہ ہے تو کوئی محل نزاع باقی نہیں رہا۔ اب افسردگی کے معنے سے بحث کرنی چاہیے۔

افسردگی کا ترجمہ بجھنا مشہور ہے شعلہ ہو یا شمع یا چراغ یا آگ۔ جناب میر کہتے ہیں سے

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہے گویا چراغ مفلس کا

پست ہمتی کا ترجمہ نہیں ورنہ ہم نے علم اخلاق میں پست ہمتی کا اصطلاحی ترجمہ بیدلی دیکھا۔ کتب لغت میں افسردگی کا ترجمہ پست ہمتی ہے علم اخلاق بھی جناب بیخود کا غلام ہے جس طرح چاہیں نچائیں اور لغت بھی جن داموں کی لونڈی ہے۔ افسردگی کیا ہے چیچک کی بیماری ہے دانہ نکلتے ہی جیسے آتے ہیں ابھی پست ہمتی اور بیدلی تھی کہ جب جناب بیخود شعر کا حل لکھنے بیٹھتے ہیں تو پست ہمتی یاد رہتی ہے نہ بیدلی بلکہ فرماتے ہیں۔

یہ دل کی بے حسی و بے چلکی پر جو کا غصہ آتا ہے اسکے ہاتھوں دل کی کیسی بربادی ہوئی کہ عشق کے چلتے (جیتوں) نہ ہوتی ہے

غرض ایک معنی پر اکتفا نہیں۔ ہر مصرعے میں نشانہ بازی ہو رہی ہے شاید کوئی تیر نشانہ پر لگ جائے۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ پہلے مصرعہ کا تعلق دوسرے مصرعہ سے اس حل میں مذکور نہیں یعنی

لوگ کہتے ہیں

کہ

میاں حسنین اب زندہ نہیں ہیں

مگر یہ قول

غلط ہے۔ جب تک اُن کا کمال زندہ ہے ہو وقت تک وہ بھی زندہ ہیں جو کمالات کی چیزیں میاں حسنین کے دربار میں سند کے انعام پاتے تھے وہ اور انکے نوے استاد محمد علیخان کو ہونٹ میں ملیں

اور

عالیجناب مجاکر محمد ذوالفقار علیخاں ممنقد اکبر پور نے اپنی کتاب

معارف النغمات حصہ دوم

میں اس طریقے سے کردی ہیں کہ ایک معمولی ہارمونیم سے اُن دھریوں اور ہوریوں کا نقشہ کھینچ جاتا ہے قیمت علاوہ محصولڈاک پانچروپیہ

الشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اطلاعنامہ بنام ریسپانڈنٹ بشمول اطلاع اس امر کے کہ حکم تیاری ڈگری قطعی کیوں نہ صادر کیا جاوے

دام عدالت منصفی امرو ہہ نمبر مقدمہ ۱۹۲۵ء [illegible]

[illegible]

مقدمہ متفرقہ نمبر ۲۳ ۱۹۲۵ء

[illegible]

بنام

[illegible]

مدیون ڈگری فریق ثانی

[illegible]

آج بتاریخ ۲۰ ماہ جون ۱۹۲۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

قرآن مجید مترجم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]



”تم نگل سکتے ہو مگر یاد رہے کہ یہ عمامہ جان کا محافظ ہے ہم پیٹ پھاڑ کے نکلیں گے“

شعلہ ناکام رہا ہوس شعلہ بازی نے گئی۔ کیا آخر کا فقرہ "اُسکے ہاتھوں "آج" پہلے مصرع کا حل ہے ؟

جناب بیخود کا یہ ارشاد بھی زری قابلِ غور ہے کہ میرو مرزا کے نزدیک فارسی محاورات کا ترجمہ ضروری ہے۔ آمد سخن میں کسی محاورے کا ترجمہ نظم ہو جانا تو محلِ اعتراض نہیں اسلیے کہ اُردو فارسی زبان کی رہین منت ہے لیکن التزام با لتحتم زری مشکل سے ثابت ہوگا کیا معنی کہ حضرت بیخود نے خود بھی فارسی محاورات کا ترجمہ نہیں فرمایا مثلاً سجدہ ریزی کا ترجمہ۔ سجدہ ٹپکانا ہوتا۔ تو فصاحت کے دریا بہ جاتے۔ اور میرو مرزا کے ارشاد کی تکمیل بھی ہو جاتی۔

ترجمہ محاورات کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

" اگر چاہا حضرت بیخود نے بیچ زمانہ آئندہ کے تو لکھی جائے گی اُردو سی طرح " کلاہ گوشہ شکستن و شکستن۔ ٹوپی کا گوشہ توڑنا (تفاخر) کلخ بر لب مالیدن۔ ڈھیلے ہونٹ پہ ملنا (ظاہر چیز کا چھپانا) ؎

جان جاں میں نے کہا انگوٹھی اتراے بہت
اپنے ہاتھوں سے لگے ٹوپی کا گوشہ توڑنے

با برنگ حضرت غالب مغفور

خستگی طرف کلہ کی دل شکن عاشق کی ہے
یک جہاں مورد تفاخر اے عجب ہو گیا

(باقی آئندہ)

دربارِ شعرا

چلو حاجیو چلو حاجیو کہ کھلے میں بالغ و نقندہ
کرو اِک ہی سال ضرور حج کہ لدائے اُبھے حجاز میں

اے سبحان اللہ۔ خدا سلامت رکھے ہماری خوش نصیب قوم کو۔ بھیڑ کے بھیڑ جدھر ایک کا منہ اُٹھ گیا اُدھر ہی دھسان کا لگ گیا۔ وہ برس اُدھر کا ذکر ہے ہجرت کی ہوا چلی۔ اللہ دے بندہ لے۔ مولوی آزاد صاحب کا جو ہجرت نہ کرے وہ کافر ہے

آدمی نہیں ملا جنگل میں بوریا بدھنا با ندھ دیں نیچی سان کے کوڑے کیے۔ جو رو کا ہاتھ پکڑ دیکھ کی اُنگلی تھامی۔ بولتا چپیا لیتا تڑا نام تکیل ڈھٹے اونٹ کی طرح بھاگے پچھم کی طرف۔ آغا کابلی نے جو سنا۔ ابھی سنا کا ہے کو ان مولویوں نے جن کا اثر دور دور تک پھیلا ہوا ہے آغا کو سُنوا یا بلکہ ہاتھ پاؤں جوڑ کے کہلوا یا کہ آؤ

اے سوری زدہ بیو قوفو یہاں کنکر بھی نہیں اور سرسبز و شاداب زمین پڑی جھلی ہے۔ بیوقوف جو تو کھاؤ پیو کفرستان دہندوستان پر تین حرف بھیجو۔ پیاسے کو پانی ملا اندھے کے ہاتھ بٹیر لگی باچھیں کھل گئیں۔ اب جو ہجرت کی سختی پڑی بیچارہ مہاجر سے کھودنا پڑے تو واویلا اور واصیبتاہ کی آوازیں آنے لگیں۔ اخبار والوں نے مولویوں کے فرمان لیے جو بڑے تہدیدوں کے مستعمل کرنے والے نقروں کے ساتھ شائع کیے تھے بھلا ان غریبوں کی سُنتے کیوں مگر ایک آدھ گرے پڑے اخبار نے دبی زبان سے کھلی چٹھی بنام مولوی ۔۔۔۔ شائع کر دی بوچھوتی تو تمہید ہوئی۔ حکومت خوب آل کا رسے واقف تھی اُس نے داغ درزی کی مگر مسوٹ پن کے ساتھ یہ کہہ کے "بات تمہاری ذمہ ہیں خدا ہی شل ہے ماں سے بڑھ کے جو چاہے وہی بیجا ہو گئی سے گئے تھے ہجرت کے لطفے جذبے بیچتے ہیں۔ کیا کریں اب یہ ٹانگ کھوتے ہیں تو لاج رہ ٹانگ کھوتے ہیں تو لاج آدھی نہیں بیچ ہی ہوئی نوکری تو چھوڑی ہوئی زمین گئی تھی وہ گئی مگر اب ان کے بہکانے میں نہ آنا ہے جھک مار کے پھر رو ہی۔ چنے کی کھائیں گئے ہیں اس قصہ کے بعد خلافت کمیٹی یا بقول غیبی گول میٹی یا گوڑ خورسیدی اسٹیشن یا بقول بانغ نکڑ ان لکھنؤ بیٹ بھرا۔ انجمن کا دیوالا سیٹھ صاحب نے نکال دیا۔ آمدنی کی چلتی تو کوئی نئی غور کر لی جو کچھ بچا کھچا اسکے حوالے کرنے کی فکر اور بدل تحفظ کی طلب نے تو کھا جانے کا بہانہ اور خزانہ بڑھانے کا حیلہ تلاش کیا

امیر حسین اور ابن سعد کی جوتی پیزار میں طرف غالب کا سایہ غیبت معلوم ہوا جس کا کھائیے اُسکا گائیے۔ یہیں سے بیٹھے بیٹھے مدینہ کا انتظام فرمانے لگے۔ جن سوروں میں یہاں کی خلقت ہے تو وا جبی وا جبی قائم ہوا مگر افواہ ہم نے بھی سُنی کہ باہر سے بات ہوتی ہے ورنہ صاحب کورے کے کورے ہاتھ جھلاتے سنت میں حاجی بن کے چلے آئے۔ کرتے کیا ؟ یہ کمبخت ملعون شریف حسین اور شریف علی۔ سخن ناشنو بر باد دہندہ اسلام ہیں کسی طرح نہیں مانتے۔ " سچ ہے جناب جنس کھائیے پیوند کا مال اتفاق کی بات کہ ابن سعد غالب ہوا زری دم میں آنا لگے غل مچانے کہ چلو حاجیو حج کو چلو بالغ کھلا ہے قنقدہ میں موتی چور کے لڈو بٹتے ہیں خواہ مخواہ غریب ما فان حج کو آ جاں رہا جہاز کا بند و بست بھی ہو گیا۔ حکومت نے اعلان کیا کہ حالت مشتبہ ہے زری سنبھل کے جانا تو اسکو حملہ آتیں سنانی شروع کیں دشمن مذہب ہے۔ مذہب میں دخل دیتی ہے یا رو یہ کہ ہم بانی بی پی کے کوسنے کا دم مارتے رکھتے ہیں۔ ایک تو مولا ایسی مار بیٹھے کہ حواس پیشتر سے پر جا ہے حکومت کچھ سمجھ کے چپ ہو رہی۔ کرتی ہی کیا۔ کہدیا جاتے جہاز لد گئے دام حاجی بند گئے۔ مگر باشیپ دائیں دعوؤں کی آواز جو سُنی تو جہاز صاحب۔ بیچ دھار میں کھڑے ہوکے پانی میں ڈنڈ پیلنے لگے۔ تمام آبادہ چارہ مسدود ہے ارشاد پر امیر علی دھما چوکڑی بچا رہے ہے حاجی احرام باندھے بیٹھے ہیں۔ اللہ اس بیچارے کو سلامت رکھے۔ دیکھئے کیا فرماتے ہیں۔ یہی سمندر کی مالک حکومت ہے جو اپنے فرائض محسوس نہیں کرتی یا درہے کہ حاجیوں کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو بُری ہوگی "

اگر ہمیں حکومت کی زبان پر قابو ہوتا تو اُسسے کہلوا دیتے کہ یارو یہ مذہبی معاملہ ہے انہیں دریا کی مالک حکومت کو شمہ بھی دخل نہیں ہے۔ میاں شوکت علی کو بلاؤ وہ مذہبی امور میں دخل دینے کا حق رکھتے ہیں ہم نے صرف اطلاع دی تھی وہ مذہب میں دخل سمجھا گئی تو اب کیا چاہتے ہو خدا مسلمانوں کی جان ان مذہبی دوکانداروں سے بچائے جو اپنی توند بھرنے کو ہزار حاجی قربان کر دینے کے واسطے آمادہ ہیں کہ کسی طرح خلافت کمیٹی عضو معطل نہ سمجھی جائے

چندے کا دھندا نہ بگڑے۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ ایک جگہ فساد پھیلا ہوا ہے آپ خواہ مخواہ چلے پڑتے ہیں۔ اودھ پنچ نے ہجرت کے وقت بھی ٹوکا اور حج کے وقت بھی مگر ان کا جادو کام کر چکا تھا بہرحال غریب حاجیوں کو دعا مانگنی چاہیے۔

کہ بی واسطہ خلافت کمیٹی کے شکم اقدس کا بھی تصدق صدقہ خوروں کی طمع کا اپنے گھر کے معاملوں کو بچالے۔

راقم
ایک حاجی خانہ نشین

لالہ ہیمو آنجہانی

بنام

آئی ڈی ٹی

(از مقام عدم آباد ضلع نیستی پور)

۱۳ جون۔

مہاشے آئی ڈی ٹی۔

بھئی سچ پوچھو تو تمہارے نامہ نگار کی تحریر جو ۸ جون کی اشاعت میں تم نے درج کی ہے سرتاسر مبنی بر حماقت ہے اس کا ڈوبی پر اگر تمہارے مضمون نگار کا نام ایڈیٹ (IDIOT) اور خود تمہارا مشتق مسند ایڈیٹرزم (IDIOTISM) سمجھا جائے تو کچھ بیجا نہیں۔ اس زمانے میں جبکہ دنیا قومیت کی طرف مائل ہے مذہبی عداوت اور بکھیڑا پھیلانا اس حماقت سے بڑھ کے ہے جو مجھ سے بیرم خاں وزیر اعظم وزیر شہنشاہ اکبر اعظم کے مقابل میں سرزد ہوئی۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بندۂ ہیمو کو اپنے ڈنڈی ترازو چھوڑنے اور سپہدار اعظم بن جانے پر سخت پشیمانی ہوئی۔ اس جہان میں بھی جہاں مالک کی حکومت ہے جب کبھی بیرم خاں کی سرکاری یاد آجاتی ہے تو بندہ یہ کلانے لگتی ہے واقعی جو جس کا کام ہے اسی کو زیبا ہے نہ کہ بیچارے بھولے والی اور بیلی دھوتی کا ساتھ چھوڑ کے تلوار ہاتھ میں لی تو کیا چل پایا۔ اے رانا تمہارے چھوڑ کے لڑکھڑا جاتا تو پہلا سپہسالار جنگل ہو گیا اور قدم قدم پر جنگل جانے کی حاجت ہوئی۔ آخر پکڑا گیا۔ بندہ کا زمانہ تمہارے زمانہ سے بہت اچھا تھا ہر شخص مرد ہو سکتا تھا مگر تمہارا زمانہ ایسا نہیں ہے۔ تم نے کیوں ڈنڈی ترازو ہاتھ سے چھوڑ دی اور لگے ملکی مالی معاملات میں دخل در معقولات دینے۔

دمڑی کی ٹوپیاں پہنیا کھانے ہیں مگر رُت کو جانے دو مثل مشہور ہے۔ بندہ اپنے زمانے میں فارسی بولتا تھا تم انگریزی بولتے ہو مگر بھلائی بندہ فارسی بولنے سے ترک نہیں ہو گیا تم انگریزی جاننے سے انگریز نہیں ہو سکتے بندۂ لالہ ہیمو بھی نیا رام تم بھی بنیے رہو گے بندہ جنرل بنا تم جرنل ہوئے مگر اصلیت وہی ہے اور وہی رہے گی۔ برادری کا واسطہ ہے اپنے بندہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ فساد سے باز آؤ تم اپنے دل میں مغرور ہو گے کہ آج قلم کی حکومت ہے۔ تلوار کی حکومت ہو یا قلم کی حکومت بھیا اصالت بڑی چیز ہے۔ بیرم خاں جب ...

یہ بات بیرے لوگ سے رام بنیے کی دیسی تیسی کہہ کے ڈانٹتا تھا تو ہاتھ سے تلوار چھوٹ جاتی تھی۔ اور بندۂ ہیمو کو " ارے پر بھو کی منتاری ہم کا پچھاڑ یہ ترک پچھاڑے کھات ہے " کہنا پڑتا تھا۔

بہرحال تم نے اپنے نامہ نگاروں سمیت جو دلخراش طعن و تشنیع کی اختیار کی ہے یہ بری ہے اور وہ کے ایک بڑے مسلمان رئیس کے "مہاراجہ" بنائے جانے پر تمہاری دھوتی میں بجریں کیوں جا گھسیں جب مسلمانوں کی سلطنت تھی تو شرف الدولہ۔ فخر الدولہ۔ دبیر الملک۔ منشی الملک کے خطاب ہندوؤں کو دیئے جاتے تھے۔ آج بھی مسلمان ریاستوں میں ایسے ہندو موجود ہیں جنکو عربی فارسی خطاب دیے گئے ہیں۔ کسی مسلمان کا نہ اخبار نے کبھی ان خطابوں پر بیہودہ نہیں کہا کہ مسجد قریب ہے ملا جی دوس میں ہے تابِ تاب نہیں۔ لگے ہاتھوں مسلمان ہو جاؤ۔ مسلمانی تراش خراش کا کھلا تمہارے گلے میں زیب نہیں دیتا وہ دور کیوں جاؤ منشی نولکشور آنجہانی عمر بھر منشی " کے لقب پکارے گئے کسی مسلمانی کی عورت کسی ہمدرد نے اخبار میں کیا سُنا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد کی مسلمانی کی دعوت کی نے منشی جی محمود آباد گئے تھے اگر تمہارے ہم خیال شخص اس کا مجمع وہاں بھی ہوتا تو شاید دوسری دعوت منشی جی کے متعلق مرحوم امیر الدولہ بہادر والی سابق محمود آباد کو دینی پڑتی۔

تمہارے نامہ نگار سے بندۂ ہیمو واقف ہے انھوں نے علیگڈھ میں کچھ روز مسلمانی دعوتوں کا مزا چکھا ہے۔ ان بیچارے کو کباب قورمہ کھانے کے بعد شدھی کی زیادہ ضرورت ہے۔ باقی مہاراجہ صاحب بہادر اور ان کے اسلاف تو ہمیشہ کے مسلمان ہیں ہندوستان میں رہتے ہیں راجا بھی ہندوستانی لقب ہے اس لقب پر جل مرنے اور پھپھولے پھوڑنے یا کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنے کی ضرورت نہیں۔

تمہارے بے نام و نشان مہم نامہ نگار صاحب اس حسد سے کچھ دبلے ہو جائیں تو ہو جائیں موٹے نہیں ہو سکتے۔ اس جلتی بلتی آگ میں جو یہ خط لکھنے سے بندۂ ہیمو کا مقصد یہ ہے کہ کہیں تمہارا احمق نامہ نگار مہاراجہ کی جلن میں اپنے تئیں نواب ذکھوانے لگے تو پھر پنچ شدھی کی ضرورت ہو جائے اگر حسد کی آگ دل میں زیادہ بھڑکتی ہو تو اسکا علاج یہی ہے کہ اُسے دوبارہ علیگڈھ کی ہوا کھلاؤ۔ اور ہندو مسلمانوں کے آپس میں پھوٹ ڈلوا کے اپنا پیٹ نہ پالو۔ یہ بڑا نشٹ کاج ہے۔

راقم
لالہ ہیمو

نوٹ

(۱) نوٹ بک گنجائش نہ ہونے کے باعث رہ گئی آیندہ دیکھا جائے گا۔

(۲) بعض نمونہ طلب کرنے والوں کی علمی استعداد اُنکی تحریر ہی سے ظاہر ہو جاتی ہے تضییع وقت کے خیال سے اگر نمونہ بھیجا نہ جائے تو انھیں لازم ہے کہ اپنے خط کے انشا پر غور فرمائیں۔

موسمِ گرما کا تحفہ

معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات خنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردہ اور عرقیات سے بنے ہوئے شربت جو اپنے اثر میں بے نظیر صورت میں لاجواب ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے مثل ہیں دل و دماغ کو فرحت آفتاب کو سکون اور آنکھوں کو خنکی و تراوت بخشتے ہیں اور شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت انار	شربت انار صوم	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کسیرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ
شربت رنگترہ	شربت لیموں	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	عرق بیدمشک لاہوری	
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	

ارزاں بلعت گراں حکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے ولایتی اسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت طلب فرمائیے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ¼ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

لاکھوں روپیہ اور شاہی زردہ

ہم نے اپنے مقبول عام اور پسندہ خاص شاہی زردہ کے بہترین ہونے کی وجہ سے بہ یک فائدہ رسانی بقدر آزادی کی غرض سے شاہی زردہ کے خریداروں کے لیے شاہی زردہ کے ٹینوں میں ہمیشہ کے لیے انعامی چک شامل کیے ہیں جن صاحب کے نام ہماری مہر دستخط شدہ چک نکلے وہ حسب ذیل چک کی رقم پانے کے مستحق ہوں گے۔

شاہی زردہ [illegible]	پانچ تولہ کا ٹین	قیمت ایک روپیہ	دو سو ٹینوں میں	پانچ روپیہ کے	پانچ چک
شاہی زردہ [illegible]	پانچ تولہ کا ٹین	دو روپیہ	سو ٹینوں میں	دس دس روپیہ کے	دو چک
شاہی زردہ [illegible]	پانچ تولہ کا ٹین	چار روپیہ	پچاس ٹینوں میں	پچیس روپیہ کا	ایک چک
شاہی زردہ [illegible]	پانچ تولہ کا ٹین	آٹھ روپیہ	پچاس ٹینوں میں	پچاس روپیہ کا	ایک چک
شاہی زردہ [illegible]	پانچ تولہ کا ٹین	سولہ روپیہ	پچاس ٹینوں میں	سو روپیہ کا	ایک چک

نوٹ: نمونتاً ایک ایک تولہ کی شیشی قیمت [illegible]

مشکی زردہ قیمت فی سیر [illegible]

بتی تمباکو قیمت فی سیر [illegible]

گولی تمباکو سادی فی تولہ [illegible] گولی تمباکو نقرئی فی تولہ [illegible] گولی تمباکو قیمتی [illegible]

گولی تمباکو طلائی فی تولہ [illegible]

خاص قوام فی تولہ [illegible] مشکی قوام فی تولہ [illegible]

قصہ یا ظرافت کی جان

ہندوستان میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں

چھپ گیا!

یہ پرلطف ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتدائے سلسلہ سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انہوں نے مسلسل مطالعہ کیا ہوگا لیکن سیاحی اور شائقین خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے یہ مرتب فائل ان کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے

قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ